مرثیہ:۶

شہادتِ حضرت امام حسینؑ

۱

جب ہوا چور تنِ شاہ زمنؑ زخموں سے
جسم پر کھل گیا لالہ کا چمن زخموں سے
قلب پر ہونے لگا رنج و محن زخموں سے
ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اعضائے بدن زخموں سے
سب تھے مضطر شہِ دلگیر کی مظلومی پر
زخم بھی روتے تھے شبیرؑ کی مظلومی پر

۲

قتلِ شبیرؑ سے کونین میں تھا حشر بپا
جنّ زمیں پر تو مَلک چرخ پہ کرتے تھے بُکا
اک طرف سینہ و سر پیٹ رہی تھی زہراؑ
اک طرف چاک گریباں تھے رسولِ دوسراؐ
پاس بیٹے کے شہِ قلعہ کُشا روتے تھے
چھوٹے بھائی کی مصیبت پہ حسنؑ روتے تھے

۳

آدمؑ و شیثؑ تھے ہمراہِ نبیؐ گریہ کناں
حوریں تھامے ہوئے تھیں بازوئے سلطانِ جناں
دیکھ کر حالِ پسر کہتی تھیں باآہ وفغاں
کس طرح تم کو اس آفت سے بچائے اماں
یہ تعدی یہ جفا خلق کے محسن کے لئے
دکھ اٹھا کر تمہیں پالا تھا اسی دن کے لئے

۴

اپنے سینے پہ سلاتی تھی یہ مادر تم کو
دھوپ میں سایہ سے لاتی تھی بچا کر تم کو
چین زہراؑ نے دیا جاگ کے اکثر تم کو
چکی پیسی بھی تو گودی میں لٹا کر تم کو
رنج کچھ دل پہ تمہارے کبھی آنے نہ دیا
گھر میں نانا کے اکیلا تمہیں جانے نہ دیا

۵

تھا شب و روز تمہارے مجھے راحت کا خیال
ٹوٹتا بال جو گیسو کا تو ہوتا تھا ملال
پیرہن کا جو ہوا تنگ گریباں مرے لال
دم مرا گھٹ گیا صدمہ سے ہوا رنج کمال
آج تم خوں میں نہاؤ گے یہ معلوم نہ تھا
برچھیاں جسم پہ کھاؤ گے یہ معلوم نہ تھا

۶

سن کے مادر کی صدا روتے تھے شاہِ دوسرا
ناگہاں قلب پہ اک نیزۂ بیداد لگا
خون چھاتی سے جو ابلا تو عجب حال ہوا
گر پڑا زینِ فرس سے پسرِ شیرِ خدا
شور اعداء میں ہوا تشنہ دہن کو مارا
ہاں بجیں طبل کہ سلطانِ زمن کو مارا

۷

راوی کہتا ہے دمِ قتل شہ جن و بشر
دشت تھا تیرہ و تاریک بپا تھا محشر
نکلی خیمہ سے اک آوارہ وطن کھول کے سر
بال بکھرے ہوئے تھے رخ پہ اِدھر اور اُدھر
آہ جب کرتی تھی دل سینوں میں ہل جاتے تھے
ہاتھ بھی کانپتے تھے پاؤں بھی تھرّاتے تھے

۸

ہاتھ اٹھائے ہوئے جاتی تھی اِدھر اور اُدھر
کبھی گر پڑتی تھی اٹھتی تھی کبھی پیٹ کے سر
لڑکی اک چھوٹی سی ہمراہ تھی پہنے گوہر
ہائے بھائی جو وہ کہتی تھی تو یہ ہائے پدر
لب پہ یہ تھا مجھے مقتل کا پتا دے کوئی
کس طرف لاش ہے بھائی کی بتا دے کوئی

۹

اے مسافر تیری مظلومی کے خواہر ہو فدا
جس طرف لوٹتے ہو خوں میں وہ ہے کون سی جا
میرے عاشق میرے سید میرے بے کس بھیا
کیا بنی ہے کہ جو سنتے نہیں خواہر کی صدا
کوئی زینب کی خبر ہی نہیں لیتا بھائی
اب کچھ آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا بھائی

۱۰

سن کے زینب کی یہ آواز پکارے سرور
واں کہاں پیٹتی جاتی ہو بہن ہم ہیں اِدھر
ہے گلوگیر اجل تم تلک آئیں کیوں کر
شمر ہے سینۂ زخمی پہ گلے پر خنجر
سن کے آوازِ بُکا اور جگر پھٹتا ہے
گھر میں تم جاؤ ہمارا تو گلا کٹتا ہے

۱۱

ہائے زینبؑ یہ برادر تری الفت پہ فدا
روح کو کرتی ہے بے چین سکینہؑ کی صدا
تن سے خوں بہتا ہے سر جسم سے ہوتا ہے جدا
اوٹ کچھ کر لو سکینہ کی طرف بہرِ خدا
نہ تہہِ زانوئے جلاد یہ سینہ دیکھے
ذبح ہوتے ہوئے مجھ کو نہ سکینہؑ دیکھے

۱۲

سن کے یہ دوڑی برادر کی طرف زینبؑ زار
بولی ناشاد سکینہؑ کہ میں بابا کے نثار
پہنچیں لاشہ کے جو نزدیک بچشم خوں بار
شمر کے ہاتھ میں دیکھا سرِ شاہِ ابرارؑ
رو کے چلائی کہ میں آنے نہ پائی ہے ہے
ہوگئی شہؑ کے تن و سر میں جدائی ہے ہے

۱۳

ہائے اے کشتۂ خنجر یہ ہوا کیا ساماں
تم سے ملنے بھی نہ پائی یہ بہن سوختۂ جاں
پیٹ کر یہ جو کیا زینبؑ بے کس نے بیاں
اشک چہرہ پہ ہوئے دیدۂ سرور سے رواں
پہلے تو دخترِ دلگیر کی جانب دیکھا
پھر عجب یاس سے ہمشیر کی جانب دیکھا